13628- نماز کے ممنوعہ اوقات وضوء کو شامل نہیں

سوال

بہت سی احادیث کی رو سے نماز کے لیے تیاری بھی نماز کے مرتبہ میں آتا ہے، کیا اس کا معنی یہ ہے کہ طلوع یا غروب آفتاب (صبح بارہ بجے اور شام بارہ بجے) کے دوران وضوء کرنا جائز نہیں؟ یا کہ جائز ہے؟
اور جب انسان فرضی نماز لمبی کر کے ادا کر رہا ہو کہ طلوع یا غروب آفتاب کا وقت ہو جائے تو کیا وہ نماز توڑ دے یا کہ اسے مکمل کرے؟
اگر نماز تراویح لمبی ہو جائیں اور رات بارہ بجے سے پہلے ختم نہ ہوں تو کیا ہمیں رات بارہ بجے کے بعد دوبارہ وضوء کرنا ہوگا، یا کہ اثر انداز نہیں ہوگا کہ ایک ہی نماز ہے؟

پسندیدہ جواب

اول:

صحیح مسلم میں عقبہ بن عامر جھنی رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ:

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تین اوقات میں نماز ادا کرنے اور میت کو قبر میں دفنانے سے منع فرماتے تھے: جب سورج طلوع ہو رہا ہو حتی کہ اونچا ہو جائے، اور جب زوال کا وقت ہو حتی کہ سورج مائل ہو جائے، اور جب سورج غروب ہونے کے لیے جھک جائے"

صحیح مسلم صلاۃ المسافرین وقصرھا حدیث نمبر (1373).

چنانچہ اس حدیث میں نماز ادا کرنے اور میت کو دفنانے کی ممانعت ہے اور وضوء کے لیے مطلقا نماز کا حکم شمار نہیں ہوگا، کیونکہ نماز اسے کہتے ہیں جو معلوم اقوال، اور معلوم افعال جس کی ابتدا تکبیر تحریمہ سے، اور انتہاء سلام سے ہو۔

اور حدیث میں ممانعت بھی اسی چیز کی ہے، نہ کہ وضوء کی، اور ممانعت میں وضوء کو نماز پر قیاس کرنا یہ قیاس مع الفارق ہے، ایسا قیاس صحیح نہیں، چنانچہ اگر کوئی شخص دوران وضوء کلام کر لے تو اس کا وضوء باطل نہیں ہوگا، لیکن کلام نماز کو باطل کر دیتی ہے، اس کے علاوہ بھی وضوء اور نماز میں کئی ایک فرق موجود ہیں۔

مقصد یہ ہے کہ ان اوقات میں وضوء کی ممانعت کے لیے نماز پر قیاس کرنا صحیح نہیں، بلکہ انسان کے لیے تو طہارت کی حالت میں رہنا مستحب ہے۔

دوم:

اگر فرضی نماز ادا کر رہا ہو اور طلوع یا غروب شمس کا وقت قریب ہو تو وہ نماز نہ توڑے؛ کیونکہ وقت میں نماز کی ایک رکعت بھی پا لینا بروقت نماز ادا کرنا ہے، مثلا اگر وہ نماز فجر ادا کر رہا ہو اور رکعت لمبی ادا کرے اور پھر دوسری رکعت شروع کی تو وہ بھی لمبی کر دی اور سورج طلوع ہو جائے تو اس وقت کہا جائیگا کہ اس کے فعل میں کوئی حرج نہیں، اس نے نماز وقت میں ادا کی ہے۔

اور اگر اس کی ایک رکعت بھی مکمل نہیں ہوئی اور سورج طلوع ہوگیا تو اس نے نماز وقت میں ادا نہیں کی وہ نماز لمبی کرنے میں گنہگار ہے، اسی طرح عصر اور دوسری نمازوں میں بھی یہی کہا جائیگا.

سوم :

اگر انسان باوضوء ہے، اور اس کا وضوء نہیں ٹوٹا تو اس کے لیے دوبارہ وضوء کرنا ضروری نہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک ہی وضوء سے کئی ایک نمازیں ادا کرنا ثابت ہیں، جیسا کہ فتح مکہ کے روز ایک ہی وضوء سے پانچوں نمازیں ادا کی تھیں.

سلیمان بن بریدۃ اپنے باپ بریدہ رضی اللہ تعالی عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ :

" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے روز ایک ہی وضوء کے ساتھ نمازیں ادا کیں، اور اپنے موزوں پر مسح کیا، تو عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا : آپ نے آج وہ کام کیا جو آپ پہلے نہیں کیا کرتے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اے عمر میں یہ کام عمدا کیا ہے "

صحیح مسلم حدیث نمبر (277).

امام نووی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

اس حدیث میں کئی چیزیں بیان ہوئی ہیں : موزوں پر مسح کرنا جائز ہے اور ایک ہی وضوء کے ساتھ جب تک وضوء نہ ٹوٹے فرضی اور نفلی نمازیں ادا کرنا جائز ہیں، اور معتبر اجماع کے مطابق جائز ہے.

ابو جعفر طحاوی اور ابو الحسن بن بطال رحمہما اللہ نے صحیح بخاری کی شرح میں علماء کرام کے ایک گروہ سے یہ قول نقل کیا ہے :

اگرچہ باوضوء بھی ہو تو پھر بھی ہر ایک نماز کے لیے وضوء کرنا ضروری ہے، اس کی دلیل یہ دیتے ہیں :

اللہ تعالی کا فرمان ہے :

{اے ایمان والو جب تم نماز کے لیے کھڑے ہوؤ تو اپنے چہرے اور کہنیوں تک ہاتھ دھولیا کرو، اور اپنے سروں کا مسح کرو، اور دونوں پاؤں ٹخنوں تک دھویا کرو، اور اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو پھر طہارت کرو اور اگر تم مریض ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی ایک پاخانہ کرے یا پھر بیوی سے جماع کرے اور تمہیں پانی نہ ملے تو پاکیزہ مٹی سے تیمم کرو اور اس سے اپنے چہرے اور ہاتھوں پر مسح کرلو، اللہ تعالی تم پر کوئی تنگی نہیں کرنا چاہتا، لیکن تمہیں پاک کرنا چاہتا ہے، اور تم پر اپنی نعمتیں مکمل کرنی چاہتا ہے، تاکہ تم شکر کرو} المائدۃ (6).

میرے خیال میں یہ مذہب ایک سے بھی صحیح ثابت نہیں، ہوسکتا ہے اس سے ہر نماز کے وقت تجدید وضوء مراد لیتے ہوں.

جمہور اہل علم کی دلیل صحیح احادیث ہیں، جن میں یہ حدیث بھی شامل ہے.

اور صحیح بخاری میں انس رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ :

" رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے وقت وضوء کرتے، اور ہم میں سے اس کا وضوء اس وقت تک کافی ہوتا جب تک ٹوٹتا نہ "

اور صحیح بخاری میں ہی سوید بن نعمان رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث بھی ہے کہ :

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عصر ادا کی اور ستو کھائے پھر بغیر وضوء کیے ہی نماز مغرب ادا کی"

اس معنی کی احادیث بہت ہیں، مثلا میدان عرفات اور مزدلفہ میں دو نمازیں جمع کرنا، اور باقی سارے سفروں میں نمازیں جمع کر کے ادا کرنا، اور جنگ خندق کے موقع پر فوت شدہ نمازیں جمع کرنا، اس کے علاوہ کئی ایک مواقع پر.

مندرجہ بالا آیت سے مراد واللہ اعلم یہ ہے کہ جب تم بے وضوء ہو جاؤ اور نماز ادا کرنے کے لیے کھڑے ہو تو وضوء کرو، ، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کے ساتھ منسوخ ہے، لیکن یہ قول ضعیف ہے, واللہ اعلم.

اور عمر رضی اللہ تعالی عنہ کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہنا :

"آپ نے آج ایسا کام کیا ہے جو آپ نہیں کرتے تھے ؟"

اس میں اس بات کی تصریح ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم افضل پر عمل کرتے ہوئے ہر نماز کے لیے تازہ وضوء کرنے پر ہمیشگی کیا کرتے تھے اور فتح مکہ کے روز ایک ہی وضوء سے نمازیں جواز بیان کرنے کے لیے ادا فرمائیں، جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اے عمر میں نے ایسا عمدا اور جان بوجھ کر کیا ہے"

دیکھیں : شرح مسلم (3/177–178).

واللہ اعلم.